بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملت جعفریہ پاکستان کا سیاسی کردار

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام
نزد مین ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ

نام کتاب	ملت جعفریہ پاکستان کا سیاسی کردار
نام مؤلف	سید محمد حسین زیدی برستی
	047-6334466 Cell:0321-7917681
ناشر	ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام چنیوٹ
کمپوزنگ	**الرحمٰن** کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر چنیوٹ (0333-9794804)
تعداد	500
مطبع	معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور
طبع	دوم 2009

ملت جعفریہ پاکستان کا سیاسی کردار

اکثر دینی جماعتیں قیام پاکستان کے آغاز سے ہی سیاست کے میدان میں ہیں ۔لیکن ان کی کارکردگی بھی مغرب کے جمہوری نظام سے آزادی اور قوانین شریعت کے نفاذ کے سلسلہ میں بالکل صفر کے برابر ہے اور 1993ء کے انتخاب میں بریلوی مسلک کے بزرگ ترین علماء میں سے مولانا شاہ احمد نورانی کا تینوں سیٹوں سے ہارنا اور مولانا عبدالستار نیازی کا دو کی دو نشستوں سے ہارنا اور اسلامی فرنٹ کے قائد قاضی حسین احمد کا تینوں نشستوں پر ہار جانا قابل عبرت ہے۔

جہاں تک ملت جعفریہ کا تعلق ہے تو سیاست میں ان کی کارکردگی کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔کیونکہ اس نے تو پاکستان بننے کے بعد دینی جماعت کی حیثیت سے سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھ لیا تھا لہذا پاکستان بننے کے بعد ملت جعفریہ میں جتنی جماعتیں، جتنی انجمنیں اور جتنی کمیٹیاں معرض وجود میں آئیں ان سب کا تکیہ کلام یہی رہا کہ ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ہمیں حکومت نہیں چاہیے ہمیں ورزارت نہیں چاہیے ۔ہمیں صدارت نہیں چاہیے۔ہمیں تو بس رونے دو۔ہمیں تو بس ماتم کرنے دو۔ہمیں تو عزاداری کرنے دو۔ہمیں عزاداری سے نہ روکو۔ہمارے جلوسوں میں رکاوٹ نہ ڈالوں ۔لیکن ان کے سیاست سے کنارہ کشی کرنے کا اعلان کرنے اور اپنے مطالبات کے لئے دوسرے سیاستدانوں کے دروازوں پر بھیک مانگنے کے باوجود انہیں کچھ نہ ملا۔پھر جب حکومت نے تمام ہی اوقاف اپنے قبضے میں لے لئے اور شیعہ اوقاف بھی حکومت کے قبضہ میں چلے گئے تو ملت جعفریہ پاکستان شیعہ وقف بورڈ علیحدہ بنانے کا مطالبہ لے کر اٹھی ۔لیکن یہ مطالبہ بھی آج تک شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ نصاب تعلیم میں دینیات اور اسلامی نظریہ حکومت ملت جعفریہ کے نظریہ کے خلاف پڑھایا جا رہا ہے تو نصاب تعلیم میں ملت جعفریہ کی دینیات

اور نظریہ حکومت کو شامل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔لیکن نصاب تعلیم میں ملت جعفریہ کی دینیات اور نظریہ حکومت کو شامل کرنے کا مطالبہ بھی آج تک پورا نہ ہوا اور آج تک وہی نظریات پڑھائے جارہے ہیں جو ملت جعفریہ کے خلاف ہیں ۔اسلامی نظریہ حکومت کے بیان میں مختلف مفکرین کے نظریات تو شامل ہیں مثلاً ابن خلدون یہ کہتا ہے۔فارابی یہ کہتا ہے ۔اور شبلی یہ کہتا ہے۔وہاں اگر یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ ملت جعفریہ کے نزدیک اسلامی نظریہ حکومت یہ ہے تو کیا حرج تھا۔جیسا کہ ابن سعد نے طبقات ابن سعد میں دونوں نظریے پیش کئے ہیں مگر آج تک ایسا نہ ہوا ہے۔

اور جنرل ضیاءالحق صاحب کا دور حکومت آیا اور انہوں نے خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین بننے کے خواب دیکھنے شروع کئے تو تمام دینی جماعتیں حرکت میں آگئیں اور فقہ حنفی کے نفاذ کا چرچا ہونے لگا تو ملت جعفریہ پاکستان نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی بنیاد رکھی اور ہمیں ہماری فقہ دو کا نعرہ بلند کیا۔اور یہ بات سب کے مشاہدے میں ہے کہ نہ تو فقہ حنفی ہی نافذ ہوئی اور نہ ہی ملت جعفریہ پاکستان کے لئے فقہ جعفریہ نافذ ہو سکی بہر حال ملت جعفریہ پاکستان دینی جماعت کی حیثیت سے کافی عرصہ تک کنارہ کش رہی اور کاسۂ گدائی ہاتھ میں لے کر دوسرے سیاست دانوں سے بھیک مانگتی رہی ہمیں یہ دے دو بھی وہ دے دو۔مگر کسی نے بھی انہیں بھیک نہیں دی۔

اب اس آخری عشرے میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ تو اپنے مقام پر رہی مگر ملت جعفریہ پاکستان نے تحریک جعفریہ کے نام سے سیاست میں حصہ لینے کے اعلان کر دیا اس عرصہ میں تقریباً چار انتخابات ہوئے مگر دوسری دینی جماعتوں کی طرح تحریک جعفریہ بھی صرف سیٹوں کی سیاست کرتی رہی اور اسی آئین کے تحت الیکشن لڑتی رہی جو نہ تو پاکستانی عوام کی خواہشات کا ترجمان ہے اور نہ ہی پاکستانی عوام کے جذبات کا آئینہ دار ہے۔بلکہ یہ آئین پاکستان کے ان وڈیروں، جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا بنایا ہوا ہے جو پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے یا تو نیشنلسٹ تھے یا یونینسٹ تھے یا کانگرسی تھے۔ان وڈیروں،

جاگیرداروں اور سرمایہ داروں نے یہ آئین اپنے اغراض اور اپنے مفادات کا ضامن، اپنی خواہشات کا ترجمان اور اپنے جذبات کا آئینہ دار بنایا ہے۔ لہذا اس آئین کے تحت ان کے سوا اور کوئی آ ہی نہیں سکتا۔

ملت جعفریہ پاکستان ایک طرح سے پاکستان کی بانی جماعت ہے۔ اس کا یہ فرض بنتا تھا کہ شروع دن سے ہی سیاست میں حصہ لیتی اور جس طرح اب سیاست کے شجر ممنوعہ ہونے کی قائل نہیں رہی اسی طرح شروع دن سے ہی سیاست کو شجر ممنوع نہ سمجھتی اور جب آئین پاکستان بن رہا تھا اس وقت یہ تحریک چلاتی کہ آئین پاکستان علامہ اقبال کے فرمودات اور قائداعظم کے چودہ نکات کی روشنی میں مدون کیا جائے اور ہر فرقہ ہر گروہ اور ہر جماعت کو اس کے تناسب سے حق دینے کا اہتمام کیا جائے۔ قائداعظم کے چودہ نکات ایک طرح سے پاکستان بننے سے پہلے ہندوستان میں متحدہ طور پر رہنے کی صورت میں بھی مسلمانون کے لیے آزادی کی ایک دستاویز تھے جس کے ذریعہ مسلمانوں کے لیے کچھ نہ کچھ قانون شریعت کا نفاذ بھی ممکن ہو جاتا۔

اور شاید تحریک جعفریہ پاکستان نے ابھی تک آئین پاکستان میں ایسی ترمیم یا تبدیلی کے بارے میں غور نہیں کیا جس سے مغرب کے جمہوری نظام سے نجات حاصل ہو اور پاکستان کی ہر سیاسی جماعت اور ہر فرقہ اور ہر گروہ کو آزادی حاصل ہو سکے۔ لہذا اگر تحریک جعفریہ نے سیاست میں کوئی بنیادی کام کرنا ہے تو صرف وقتی فصل کاٹنے کے لئے تگ و دو کرنے اور سیٹوں کی سیاست کرنے کی بجائے آئین میں ترمیم کرانے کے لئے تحریک چلائے۔ اور اگر وہ دوسری دینی جماعتوں کے ساتھ مل کر صرف آئین میں مطلوبہ ترامیم کرانے کے لئے کوشش کرے گی تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس میں انہیں کامیابی حاصل نہ ہو۔

دینی جماعتوں کے اس اتحاد کو سیاسی پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرنے کی صورت میں تحریک جعفریہ کو چاہیے کہ وہ صرف آئین میں مطلوبہ ترامیم کرانے کے لئے

تحریک چلانے میں ساتھ دے اور مغرب کے جمہوری نظام کے تحت سیٹوں کی سیاست کے لئے ساتھ نہ دے کیونکہ مغرب کے موجودہ جمہوری نظام میں صرف ایک فرعون کو ہٹا کر دوسرے فرعون کو تخت پر بٹھانے کی بات ہے اور سیٹوں کی سیاست میں تحریک جعفریہ کو دھوکہ کھانے کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جیسا کہ تمام دینی جماعتوں نے مسلم لیگ کے ساتھ مل کر آئی جے آئی بنائی اور دھوکہ کھایا تحریک جعفریہ نے پیپلز پارٹی کے ساتھ مل کر پی ڈی آئی بنائی اور دھوکہ کھایا۔ پھر نواز شریف کی مسلم لیگ سے اتحاد کیا اور دھوکہ کھایا اور انہیں کچھ نہ ملا۔ اسی طرح دوسری دینی جماعتوں کے ساتھ دینے اور اتحاد بنانے سے محض سیٹوں کی سیاست میں الجھ کر نہ رہ جائے کیونکہ سابقہ تجربہ یہ بتلاتا کہ اگر تحریک جعفریہ نے آئین میں ترمیم کے علاوہ محض سیٹوں کی سیاست کی حد تک انتخابی اتحاد کیا تو تحریک جعفریہ پھر دھوکہ کھا جائیگی۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ ملت جعفریہ پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے تحریک جعفریہ صرف آئین میں ترمیم کے لئے دینی جماعتوں کے ساتھ اتحاد کرے اور اس کے ساتھ مل کر آئین میں مطلوبہ ترامیم کرانے کے لئے جدوجہد کرے اور اگر آئین میں مطلوبہ ترامیم کے لئے کوئی اور دینی یا سیاسی جماعت اس کا ساتھ نہ دے تو مذکورہ مطلوبہ ترامیم کرانے کے لئے خود تحریک جعفریہ اکیلی تحریک چلائے۔ اور قائداعظم کے اس ارشاد کو مدنظر رکھے جو انہوں نے 16 دسمبر 1916ء کو اپنے خطبہ لکھنؤ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''کسی بھی اقلیت کو اپنے سیاسی حقوق اور مفادات کا مکمل حق پہنچتا ہے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اقلیت اپنے سیاسی وجود کو قائم رکھ سکے''۔

قائداعظم کے مذکورہ ارشاد کی روشنی میں ملت جعفریہ پاکستان کو بھی اپنے سیاسی حقوق اور مفادات کا مکمل حق پہنچتا ہے۔ لہذا ملت جعفریہ کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے سیاسی وجود کو قائم رکھنے کے لئے متحد ہو جائے اور ملت جعفریہ پاکستان کو یہ بات بخوبی سمجھ لینی چاہیے کہ نہ تو ان کی تعداد ہندوؤں میں مسلمانوں کی تعداد سے کم ہے اور نہ اس کی یہاں مخالف جماعتوں کی تعداد اور طاقت، مسلم لیگ کی مخالف جماعتوں کی تعداد اور طاقت سے زیادہ ہے۔

ملت جعفریہ پاکستان کا غیر اصولی اتحاد

پاکستان میں اس وقت دو بڑی سیاسی جماعتیں ہیں ایک مسلم لیگ اور دوسری پیپلز پارٹی اور ملت جعفریہ پاکستان کا ان دونوں بڑی سیاسی جماعتوں میں سے کسی بھی سیاسی جماعت سے اتحاد قطعی طور پر غیر اصولی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں بڑی سیاسی جماعتیں مغرب کے اسی جمہوری نظام کی طرفدار ہیں جو حقیقت میں وہی قیصری ہے وہی دیو استبداد ہے جو جمہوری قبا پہن کر ناچ رہا ہے اور وہی فرعونیت ہے جو جمہوریت کا لباس پہن کر سامنے آیا ہے جیسا کہ علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ لہذا ملت جعفریہ پاکستان کا ان دونوں سیاسی جماعتوں میں سے کسی بھی سیاسی جماعت کا ساتھ دینا مغربی جمہوریت کے ماتحت ایک فرعون کو ہٹا کر دوسرے فرعون کو اپنے اوپر مسلط کرنے کے مترادف ہے، سوائے اس کے کہ یہ ساتھ دینا آئین میں مطلوبہ ترامیم کرانے اور متناسب نمائندگی کے تحت انتخاب کرانے اور مغرب کے اس جمہوری نظام کو بدلنے کے لئے ہو۔ لیکن معلوم نہیں کہ تحریک جعفریہ کے قائد کس بنیاد پر بار بار جمہوریت کا راگ الاپ رہے ہیں۔

پاکستان کے تمام دیندار عوام کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ آج تک مغرب کے جمہوری نظام کے تحت جتنی حکومتیں بنیں وہ سب چور اور لٹیرے اور ڈکیت ثابت ہوئیں۔ اور کرپشن اور بدعنوانی کے الزام میں برطرف ہوئیں اور چوری لوٹ مار اور ڈکیتی کا الزام یہ دونوں پارٹیاں ہی ایک دوسرے پر لگاتی رہیں کیونکہ ان دونوں کو ایک دوسرے کی کرپشن کا علم ہوتا تھا لہذا یہ دونوں ہی ایک دوسرے کو ملزم گرداننے میں سچی ہوتی تھیں اور چوری، لوٹ مار اور ڈکیتی کا ثواب ووٹ دینے والے عوام کے حصہ میں بھی آتا ہے کیونکہ یہ انہیں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر حکومت بناتے ہیں اور اپنا ہاتھ دکھاتے ہیں۔

مغرب کی جمہوریت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے

اسلام خدا کی حاکمیت کے سوا اور کسی کی حاکمیت کا قائل نہیں ہے۔ لیکن اب بہت

سے مسلم دانشوروں نے بھی مغرب کی جمہوریت سے مغلوب ہوکر یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اسلام میں بادشاہت نہیں ہے بلکہ اسلام جمہوریت کا قائل ہے ۔ یہ بات مغرب کی جمہوریت کے مقابلہ میں سرخرو ہونے کے لئے کہی گئی ہے ۔علامہ اقبال نے جمہوریت کے بارے میں تو مطلقاً یوں فرمایا ہے۔

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو
کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

اور مغرب کی جمہوریت کے بارے میں علامہ اقبال کا ارشاد گرامی اس طرح ہے:

ہے وہی ساز کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردے میں نہیں غیر از نوائے قیصری
دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

بہر حال اسلام نہ جمہوریت کا قائل ہے اور نہ ہی بادشاہت کا بلکہ اسلام اور قرآن اس بات کا مدعی ہے کہ خدا کے سوا اور کسی کو حکومت کا حق نہیں ہے ۔ اور اس نے اپنے رسولوں کو اور ہادیان دین کو اپنی حکومت کا نمائندہ مقرر کیا تھا اور اسی وجہ سے اس نے اپنے تمام رسولوں کی اطاعت واجب کی تھی ۔ مگر آدمؑ کی اولاد نے اکثر ان رسولوں کی اطاعت سے روگردانی کی ۔ اور ان رسولوں میں سے دنیاوی اقتدار صرف چند رسولوں کو ہی حاصل ہوا تھا اور چونکہ وہ سابقہ بادشاہ کے مرنے کے بعد ان کی جگہ برسر اقتدار آئے تھے اور وہ دنیاوی طور پر ان کے جانشین بنے تھے لہذا وہ نبی و رسول ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ بھی کہلاتے تھے جیسا کہ حضرت داؤد طالوت بادشاہ کے جانشین بنے اور حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوئے اور حضرت یوسف بادشاہ مصر کے تخت پر بیٹھے ۔ لہذا یہ سب نبی و رسول ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ بھی کہلاتے تھے ۔

جہاں تک اسلام میں جمہوریت کا تعلق ہے تو بنی امیہ، بنی عباس اور سلاطین ترک کی

اور دوسرے خاندانوں کے برسر اقتدار آنے والے بادشاہوں کے بارے میں تو یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی حکومت جمہوری تھی لیکن مجھے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اگر کوئی شخص تعصب کی عینک اتار کر غیر جانبداری کے ساتھ غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ نہ تو خلفائے راشدین میں سے کسی کی حکومت جمہوری تھی اور نہ ہی خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت جمہوری تھی۔ بلکہ ان سب کی حکومت وحدانی طرز کی حکومت تھی۔ خود رسول اللہ مدینہ کی حکومت میں سربراہ مملکت تھے وہی کمانڈر انچیف تھے وہی سپاہ سالار اعظم تھے اور ہر بات کے لئے وہی مختار کل تھے۔ اور اگر کوئی شخص ان آیات و روایات کو دلیل بنا کر جن میں مشورہ کی خوبی بیان کی گئی ہے یہ کہے اسلام میں جمہوریت ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ مشورہ تو ہر مطلق العنان فرمانروا اپنے مشیروں سے لیا کرتا تھا۔ اکبر بادشاہ کے نورتن مشہور ہیں جن سے وہ امور مملکت کے لئے مشورہ لیا کرتا تھا قرآن کریم میں ملکہ سبا کے حضرت سلیمان کے خط کے جواب میں اپنے اراکین دربار سے مشورہ کرنے کے واقعہ کو واضح الفاظ میں بیان کیا گیا جو ایک مطلق العنان فرمانروا تھی اور جمہوری حکومت کی فرمانروا نہیں تھی۔ پیغمبر گرامی اسلام بھی عام طور پر جنگوں کے موقع پر اصحاب سے مشورہ لیتے تھے کیونکہ لڑنا انہوں نے ہی ہوتا تھا کوئی رسول یکہ وتنہا میدان میں اکیلا دشمن سے نہیں لڑ سکتا۔ اس طرح مشورہ کرنے سے ان کی طرف سے جنگ میں شرکت کے لئے ان کی نیتوں کا بھی پتہ چل جاتا تھا۔ پس کسی حاکم کی طرف سے کسی سے مشورہ لینے کو جمہوریت نہیں کہا جا سکتا کیونکہ جمہوریت میں حکومت عوام کی ہوتی اور اس کی حکومت صرف اس کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے ہی مانی جاتی ہے۔

لہذا یہ بات مانے بغیر چارہ نہیں ہے کہ اسلام میں جمہوریت کا کوئی وجود نہیں ہے اور جمہوریت کا نعرہ جو مسلم دانشور لگا رہے ہیں وہ مغرب کی جمہوریت سے مرعوب ہو کر مغرب کے جمہوریت کے مقابلہ میں سرخرو ہونے کے لئے لگا رہے ہیں اور افسوس کی بات یہ ہے کہ تحریک جعفریہ بھی آج تک جمہوریت کا غیر اسلامی نعرہ ہی لگاتی رہی ہے جو اسے

ہرگز زیب نہیں دیتا البتہ ملک کے تمام عوام سے مشورہ کی خاطر ان کے نمائندوں پر مشتمل ایک مجلس شوریٰ قائم کی جاسکتی ہے جو قومی اسمبلی کے نام سے تشکیل دی جاسکتی ہے اور پاکستان میں ہر طبقہ ہر جماعت ہر گروہ اور ہر فرقہ کے حقوق کے تحفظ کے لئے قائداعظم کے چودہ نکات کو خلاصہ کرکے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر انتخاب کراکر یہ مجلس شوریٰ یا قومی اسمبلی قائم کی جاسکتی ہے جس میں سب نمائندے مساوی ہوں اور کوئی حزب اقتدار اور حزب اختلاف نہ ہو بلکہ سب حزب احتساب ہوں۔

مجلس شوریٰ یا قومی اسمبلی کے قیام کی غرض و غایت

انسان چونکہ فطرۃً مدنی الطبع ہے اور آپس میں مل جل کر رہنے کو پسند کرتا ہے اور اجتماعی طور پر زندگی بسر کرنے کو فوقیت دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انسان نے خداوند تعالیٰ کو آزاد پیدا کیا ہے اور کسی انسان کو کسی دوسرے انسان کا غلام یا محکوم نہیں بنایا اور اللہ کے سوا کسی اور کے حاکم ہونے کا صحیح مفہوم بھی یہی ہے کوئی بھی انسان اپنے طور پر کسی بھی دوسرے انسان پر حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

لہذا مدنی الطبع ہونے، آپس میں مل جل کر رہنے اور اجتماعی طور پر زندگی بسر کرنے کی خواہش کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی آزادی کو قائم اور برقرار رکھتے ہوئے اپنے دنیاوی معاملات اجتماعی ضروریات اور ارتقائی کاموں کو انجام دیں۔ تاکہ اپنے مفادات اس طریقہ سے حاصل کئے جائیں کہ دوسرے کے مفادات کو نقصان نہ پہنچے اور معاشرہ خیر وخوبی کے ساتھ ترقی کی منازل طے کرتا رہے اور اسی بات کو قرآن کریم میں "امـــرهـــم شـورىٰ بينهـم" کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ پس مملکت کے عوام اپنی رائے سے مجلس شوریٰ یا قومی اسمبلی میں جن لوگوں کو منتخب کرکے بھیجتے ہیں وہ انہیں اپنا حاکم یا خلیفہ یا بادشاہ بنا کر نہیں بھیجتے بلکہ وہ انہیں اپنی طرف سے اپنے علاقائی مسائل، دنیاوی معاملات، اجتماعی ضروریات اور دیگر ارتقائی کاموں کو انجام دینے کے لیے اپنے نمائندوں کے طور پر

باہمی مشورہ سے مذکورہ کام انجام دینے کے لئے بھیجتے ہیں۔

وہ کسی کو حزب اقتدار اور حزب اختلاف بنا کر بھی نہیں بھیجتے بلکہ وہ انہیں باہمی مشورہ سے صرف مذکورہ کام انجام دینے کے متعلق قواعد وضوابط مرتب کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔لہذا کونسلوں سے لے کر قومی اسمبلی کے ممبروں تک سب کے سب عوام کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے مساوی ہوتے ہیں اور حزب اقتدار اور حزب اختلاف نہیں ہوتے۔

اسی طرح ملک کی انتظامیہ کا انتخاب بھی بحیثیت مجموعی قومی اسمبلی میں سے ایک معین طریقہ کے مطابق صلاحیت وقابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر ہونا چاہیے جس طرح قومی اسمبلی کا انتخاب بھی متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کیا جائیگا تا کہ ملک کے سارے عوام کو ان کی مناسبت سے پورا پورا حق مل سکے ایسی قومی اسمبلی اور ایسی انتظامیہ ملک کی حاکم نہیں بلکہ عوام کی طرف سے مملکت کا کام چلانے اور انتظام کرنے والی کارندہ ہوگی اور کوئی ممبر حزب اقتدار یا حزب اختلاف نہ ہوگا بلکہ ہر ممبر حزب احتساب ہوگا اور قومی اسمبلی کوئی ایسا قانون بنانے کی مجاز نہ ہوگی جس میں ایک فرقہ کے عقائد ونظریات وتعبیرات کو کسی دوسرے فرقہ پر زبردستی تھوپنے کی بات ہو اور نہ ہی کسی فرقہ کے عقائد ونظریات و تعبیرات کو تسلیم نہ کرنے کی صورت میں کسی سزا کے تجویز کرنے کی مجاز ہوگی لیکن ملک کو وحدانی طرز حکومت پر چلانے کے لئے سپریم اسلامی نگران کونسل کی نگرانی میں قانون شریعت کا نفاذ ہوگا اور انتظامیہ کے لئے صدر کا انتخاب براہ راست عوام کی ووٹوں سے ہوگا جس کی تفصیل ہم نے "سراب آزادی یا غلامی کی پرفریب زنجیریں" میں بیان کردی ہے لہذا انتظامیہ کی تشکیل کے بیان کے لئے مذکورہ کتاب کی طرف رجوع کریں۔

ملت جعفریہ پاکستان کی ذمہ داری

ہر صاحب علم مسلمان کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ کی حکومت کے سواہر حکومت چاہے وہ بزور طاقت غلبہ کرنے والے کسی بادشا کی حکومت ہو یا انقلاب برپا

کر کے برسر اقتدار آنے والے کسی ڈکٹیٹر کی حکومت ہو۔یا مغرب کے جمہوری نظام کے ماتحت کوئی حاکم بنا ہو یہ سب کی سب دنیاوی خود ساختہ حکومتیں ہیں جنہیں خدا نے طاغوت کا خطاب دیا ہے۔

اور یہ بات بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ملت جعفریہ پاکستان نے شروع دن سے ہی سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھا۔لہذا پاکستان بنانے والی یہ قوم اپنے حقوق سے محروم ہی رہتی چلی آئی ہے اور جب سیاست میں حصہ لینے لگی تو بھی اس نے اپنے بنیادی حقوق حاصل کرنے کے لئے صحیح طریقہ اختیار نہیں۔کیونکہ تحریک پاکستان سے پہلے مسلم اقلیت کے مطالبات ہر اقلیت کے اپنے حقوق کے حصول کے لئے ایک سبق کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں قائداعظم کے چودہ نکات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔لہذا ملت جعفریہ پاکستان کو چاہیے تھا کہ پاکستان بنتے ہی سیاست میں حصہ لیتی اور ان چودہ نکات کی اصل روح کو آئین پاکستان میں حصہ بنواتی۔اور اب جبکہ ملت جعفریہ پاکستان سیاست میں داخل ہوگئی ہے تو اسے اپنے حقوق کے حصول کے لئے پاکستان سے پہلے قائداعظم کے چودہ نکات کی اصل روح کو آئین پاکستان کا حصہ بنوانے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔قائداعظم کے وہ چودہ نکات مفصل طور پر اس طرح ہیں۔

نکتہ نمبر 1:ہندوستان کا آئین وفاقی حیثیت کا حامل ہو

نکتہ نمبر 2: تمام صوبوں کو مساوی طور پر خودمختاری حاصل ہو۔

نکتہ نمبر 3: ملک کی تمام مجالس قانون ساز کو اس طرح تشکیل دیا جائے کہ ہر صوبہ کی اقلیت کو موثر نمائندگی حاصل ہو اور کسی صوبے کی اکثریت کو اقلیت یا مساوی تسلیم نہ کیا جائے۔

نکتہ نمبر 4:مرکزی اسمبلی میں مسلمانون کو ایک تہائی نمائندگی حاصل ہو

نکتہ نمبر 5:ہر فرقے کو جداگانہ نمائندگی کا حق حاصل ہو۔

نکتہ نمبر 6:صوبوں میں آئندہ کوئی ایسی سکیم عمل میں نہ لائی جائے جس کے نتیجہ میں صوبہ سرحد، پنجاب اور صوبہ بنگال میں مسلم اکثریت متاثر ہو

نکتہ نمبر 7:ہر قوم وملت کو اپنے مذہب، رسم ورواج، عبادات، تنظیم اور ضمیر کی آزادی حاصل ہو۔

نکتہ نمبر 8:مجالس قانون ساز کو کسی ایسی تحریک یا تجویز کو منظور کرنے کا اختیار نہ ہو جسے کسی قوم کے تین چوتھائی ارکان اپنے قومی مفادات کے حق میں مضر سمجھیں۔

نکتہ نمبر 9:سندھ کو بمبئی سے علیحدہ کر کے غیر مشروط طور پر علیحدہ صوبہ بنایا جائے۔

نکتہ نمبر 10:صوبہ سرحد اور بلوچستان میں دوسرے صوبوں کی طرح اصطلاحات نافذ کی جائیں۔

نکتہ نمبر 11:سرکاری ملازمتوں اور خودمختار اداروں میں مسلمانون کو مناسب حصہ دیا جائے

نکتہ نمبر 12: آئین میں مسلمانوں ثقافت، تعلیم، زبان، مذہب، قوانین اور ان کے فلاحی اداروں کے تحفظ کی ضمانت دی جائے۔

نکتہ نمبر 13:کسی صوبے میں ایسی وزارت تشکیل نہ دی جائے جس میں ایک تہائی وزیر مسلمان نہ ہوں

نکتہ نمبر 14:ہندوستانی وفاق میں شامل ریاستوں اور صوبوں کی مرضی کے بغیر مرکزی اسمبلی آئین میں کوئی تبدیلی نہ کرے۔

قائداعظم کے چودہ نکات کی اصل روح مسلمانون کے حقوق کا تحفظ تھا۔ہم نے قائداعظم کے مذکورہ چودہ نکات کی اصل روح کا خلاصہ کر کے اپنی کتاب ''سراب آزادی یا غلام کی پرفریب زنجیریں''میں مذکورہ چودہ نکات کو ایک بنیادی نکتہ کے عنوان کے تحت تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے۔لہذا اس کے لئے اس کی طرف رجوع کیا جاوے۔ قائداعظم کے مذکورہ چودہ نکات وہ ہیں جن کے حصول کی صورت میں مسلمان اقلیت میں ہوتے ہوئے دنیاوی حقوق بھی حاصل کرسکتے تھے اور اپنے خلاف کسی خلاف شریعت قانون کو بھی مسترد کرسکتے تھے۔مسلمان ہندوؤں میں رہتے ہوئے تو مذکورہ حقوق مانگتے تھے مگر آج وہ لوگ جو پاکستان ہی کے خلاف تھے یہ سمجھنے لگے کہ وہ اکثریت میں ہیں اور جس طرح ہندو اپنی اکثریت کے زعم میں اپنی من مانی کرتے ہوئے اپنا قانون نافذ کرنے پر بلکہ سب کو جبراً ہندو بنانے پر تلے ہوئے تھے اسی طرح یہ بھی اپنی اکثریت کے زعم میں سب مسالک

پر اپنی من مانی کرتے ہوئے اپنا قانون نافذ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

اب غور طلب امر یہی ہے کہ ہندوؤں میں رہتے ہوئے تو ہم اپنے مذہب، رسم و رواج۔عبادات۔تنظیم واجتماع اورضمیر کی آزادی۔ثقافت وتعلیم۔اپنے موافق قوانین اور اپنے اداروں کے تحفظ کی ضمانت مانگتے تھے۔مگر پاکستان بننے کے بعد یہ بات کہاں سے آگئی کہ ہم مذکورہ امور میں اپنے حق سے دستبردار ہوجائیں اوراپنے مذہب اوراپنی فقہ کے خلاف کسی دوسرے قانون کے سامنے سرتسلیم خم کردیں۔

لہذا ملت جعفریہ پاکستان کا حق ہے کہ وہ بھی اپنے رسم ورواج۔عبادات۔تنظیم واجتماع۔ضمیر کی آزادی۔اپنی ثقافت وتعلیم۔زبان ومذہب۔قوانین اورفلاحی اداروں کی آئین میں تحفظ کی ضمانت مانگے اوراپنے حقوق کے حصول کے لئے متفقہ طور پر جدوجہد کرےاورکم ازکم اپنے لئے ان حقوق کا مطالبہ کرے جو آخر میں قائداعظم نے اپنے چودہ نکات میں طلب کئے تھے۔

قیام پاکستان کی کہانی قدم بقدم اہل پاکستان کے حقوق کی ایک مستند دستاویز ہے جسے ہوس اقتدار رکھنے والے فرعون بن کر روند رہے ہیں اوراگر وہ لوگ جن کے حقوق تلف ہورہے ہیں اسی طرح سوتے رہے اورخواب غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو وہ ان ہوس اقتدار رکھنے والوں کے پاؤں تلے اسی طرح روندے جاتے رہیں گے۔

لہذا ملت جعفریہ پاکستان کواپنے حقوق کے حصول کی جدوجہد کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہیے۔اورانہیں قائداعظم محمد علی جناح کےاس ارشاد پر عمل کرنا چاہیے آپ نے فرمایا تھا:

"کسی بھی اقلیت کواپنے سیاسی حقوق ومفادات کامکمل حق پہنچتا ہے۔لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ اقلیت اپنے سیاسی وجود کوقائم رکھ سکے"۔

لہذا اب ملت جعفریہ پاکستان نے تحریک جعفریہ کی صورت میں اپنا وجود قائم کیا ہے لہذا اسے چاہیے کہ کم ازکم حسب ذیل چارنکات کوآئین کاحصہ بنوانے کی کوشش کرے۔

نمبر1: نصاب تعلیم میں الگ فقہ جعفریہ اور نظریہ حکومت کو شامل کرانا۔

نمبر2: ملت جعفریہ کے اوقاف کا علیحدہ انتظام

نمبر3: متناسب نمائندگی کی بنیاد پر عام انتخابات

نمبر4: نظریات وعقائد اور فقہی مسائل میں حق استرداد۔

اگر ملت جعفریہ کم از کم مذکورہ چار حقوق بھی حاصل نہ کر سکے تو گویا کہ اس نے کوئی آزادی حاصل نہیں کی اور اسی طرح غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں مغرب کی جمہوریت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔لہذا ہم نے پاکستان کے لئے جس وحدانی طرز حکومت کا بیان کیا ہے اس کے لئے جدوجہد کرنی چاہیے۔

لہذا آیئے ہم سب صاحب الزمان علیہ السلام کی سر پرستی میں اور نائب امام کی رہبری میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ایک پلیٹ فارم سے یہ کوشش کریں کہ جس طرح ہم ہندوستان میں سیکولر ہند سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ ہمیں اپنے طریقہ پر زندگی بسر کرنے کا حق دیا جائے اسی طرح ہمیں پاکستان میں بھی یہ حق ملنا چاہیے کہ ہم اپنے طریقہ پر زندگی بسر کر سکیں اور ہم پر کسی کا بھی سیاسی وسماجی ومذہبی ومعاشی غلبہ نہ ہو اور اس کے لئے قائد اعظم کے چودہ نکات کو ہمارے مطالبات اور طریق کار کی بنیاد ہونا چاہیے۔جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب ''سراب آزادی'' میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔خدا کرے کہ ملت جعفریہ پاکستان کی قیادت قائد اعظم کی طرح سیاست کے نشیب وفراز سے آگاہ ہو جائے اور وہ ملت جعفریہ کو اس فعل حرام سے بچالے جس کی وجہ سے وہ مغرب کے موجود جمہوری نظام میں مرتکب ہو رہی ہے۔کیونکہ مغرب کے موجودہ جمہوری نظام میں جو لوگ انتخاب کا ڈھونگ رچا کر پارلیمنٹ میں جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو بے تاج بادشاہ سمجھتے ہیں وہ خود کو عوام کا حکمران گردانتے ہیں اور انتخاب میں کیا ہوا خرچ معہ منافع وصول کرتے ہیں اور لوٹ مار کے ذریعے عوام کا خون چوستے ہیں۔چنانچہ اخبارات ان کی لوٹ مار کے واقعات سے بھرے ہوئے دکھائی دیتے ہیں وہ خود بھی حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی صورت میں

ایک دوسرے کوڈاکو۔چوراورلٹیرا کہتے ہیں اورایسا کرنے میں وہ سب سچے ہیں کیونکہ انہیں ایک دوسرے کی لوٹ کھسوٹ کا علم ہوتا ہے۔لہذا مغرب کے اس جمہوری نظام میں سب علمائے کرام سے چاہے وہ شیعہ ہوں یا سنی یہ سوال پوچھنے کا ہے کہ ان ڈاکوؤں کو ان لٹیروں کو اوران چوروں کو منتخب کرکے بھیجنے والا کون ہے اور کیا اس لوٹ مار، اس ڈکیتی اوراس چوری کے ثواب میں منتخب کرکے بھیجنے والے حصہ دارنہیں ہیں اور کیا منتخب ہوکر اسمبلیوں میں جانے والوں کی یہ لوٹ کھسوٹ، یہ چوری اور ڈکیتی یہ اعلان نہیں کرتی کہ مسلمانوں پر ان چوروں، ان لٹیروں اوران ڈاکوؤں کو منتخب کرکے اسمبلیوں میں بھیجنا فعل حرام ہے۔یقیناً اس فعل حرام میں ان کو منتخب کرکے بھیجنے والے بھی برابر کے شریک ہیں اور گناہ بےلذت کے مرتکب ہوتے ہیں اوراس چوری، اس ڈکیتی اوراس لوٹ مار سے نجات صرف اسی صورت میں حاصل ہوسکتی ہے جب پاکستان کے عوام حقیقی آزادی حاصل کریں اور قانون شریعت کا نفاذ کرائیں۔

لہذا ملت جعفریہ اگر سیاست میں حصہ لینے لگی ہے تو اسے چاہیے کہ اب سیٹوں کی سیاست نہ کرے اور دوسری جماعتوں سے سیٹوں کی بھیک نہ مانگے بلکہ متناسب نمائندگی کی بنیاد پر آئین میں ترمیم کرا کر اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کرے اور امام زمانہ کے انصار بن کر پاکستان میں متناسب نمائندگی کی بنیاد پر حق استردار کے ساتھ اپنا حق لینے کے لئے ڈٹ جائے اور اپنے آپ کو امام زمانہ کی حکومت کی رعایا بنا کر اپنے لئے فقہ جعفریہ کے نفاذ، نصاب تعلیم میں اپنے لئے علیحدہ نظریاتی باب اور اپنے اوقاف کے لئے علیحدہ شیعہ وقف بورڈ کے قیام کی جدوجہد کرے اور ایسا طرز عمل اختیار کرے کہ امام زمانہ کے ظہور کے وقت ان کی اطاعت اختیار کرنے پر آمادہ نظر آئے۔

(وما علینا الا البلاغ)

تــمـــت بــــالــخـــیــر